Lesson 8: At-Tawbah (Ayaat 94- 106):Day 28

سُوۡرَةُ التَّوۡبَة کی تفسیر

سبق کا خلاصہ ؛ آج کا سبق غزوۂ تبوک کا تتمّہ ہے۔

جب اللہ کے نبی ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آرہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بتایا کہ اَب لوگ آپؐ کے پاس عُذر اور بہانے لے کر آئینگے۔ اُن کے عُذر قبول نہ کریں۔

بعض اوقات جب انسان کسی نیکی کے کام سے پیچھے رہ جاتا ہے اور کوئی عُذر یا بہانہ بناتا ہے اور جب اُسے کہا جائے کہ یہ تو جھوٹا بہانہ ہے تو وہ ناراض ہونے لگتا ہے کہ کیا میں جھوٹا ہوں ؟ وہ انسان سچا ہوتا ہے لیکن بہانہ جھوٹا ہوتا ہے۔ وہ اسی طرح بعض اوقات انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں بہت بیمار ہوں اور یہ کام نہیں کر سکتا لیکن اگر حقیقت میں اگر وہ کوشش کرے تو کر سکتا ہے۔ اس طرح انسان تو سچا ہے لیکن اپنے اوپر بیماری طاری کر لیتا ہے اور بہانہ یا عُذر جھوٹا ہوتا ہے۔

آج ہم بہانوں اور عُذر کی اقسام دیکھیں گے۔

علم کی کمی انسان کو جاہل بناتی ہے۔ لیکن دین میں علم کی کمی سے انسان روحانی طور پر جاہل رہتا ہے اور اس سے انسان میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔

اگلی آیات میں ہم خاص طور پر ' وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ ' کے بارے میں پڑھیں گے۔

ہم چار طرح کے انسانوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ نیکیوں میں بھاگ بھاگ کر کام کرنے والے اور پیچھے رہنے والے۔

صدقہ کس طرح مال کو پاک کرتا ہے اور انسان کے دل کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے درجات بلند کرے۔ ہم نے گیارہواں پارہ شروع کر لیا ہے۔

میں قرآن پاک کا ایک تہائی حصّہ مکمل کر چکی ہوں۔ اَب میں نے سفر شروع کر لیا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارا یہ سفر مکمل کرا دے۔ اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر نازل فرمائے۔ آمین

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾

تم جب پلٹ کر ان کے پاس پہنچو گے تو یہ طرح طرح کے عذرات پیش کریں گے مگر تم صاف کہہ دینا کہ "بہانے نہ کرو، ہم تمہاری کسی بات کا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حالات بتا دیے ہیں اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھے گا پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو" ﴿۹۴﴾

عربی زبان میں مستقبل کا صیغہ حال کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ کو تیار کیا جا رہا ہے کہ وہ منافقین اپنے بہانوں کے ساتھ آپؐ کے پاس آئینگے۔

اچھّے والدین بھی اپنے بچوں کو آنے والے وقت کے لئے پہلے سے تربیت دیتے ہیں۔

اُستاد اور دوسرے تربیت دینے والے اِدارے اور افراد بھی پہلے سے تیاری کرواتے ہیں۔ تاکہ آنے والے خطرات کے لئے تیار رہا جائے۔

اگر تو یہ آیات مدینہ آمد پر نازل ہوئی تو پھر یہاں حال کا مضارع استعمال ہو گا کہ وہ بہانے کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے وہ کیوں بہانے کرینگے؟

1) شرمساری سے بچنے کے لئے۔ آمنا سامنا تو ہونا ہی تھا۔ اس لئے پہلے سے اپنی وجوحات بتا دیں۔
2) دوسرا یہ کہ شاید اللہ کے نبیؐ اپنی رحم دلی کی وجہ سے ان کو بھی مالِ غنیمت میں سے کچھ عطا کر دیں۔ تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی۔ ہرقل سامنے ہی نہیں آیا تھا۔ کافی سامان ملا تھا۔
3) مستقبل میں جب کوئی جنگ ہو اور وہاں سے مالِ غنیمت زیادہ ملنے کی اُمید ہو تو پھر منافق ساتھ چلے جائیں اور مالی فائدہ اُٹھائیں۔

اللہ کے نبیؐ لوگوں سے اُن کے عمل دیکھ کر معاملہ کرتے تھے۔ اللہ کے نبیؐ بہت زیرک، دُوررَس، بہت معاملہ فہم اور ذہین انسان تھے۔

يَعۡتَذِرُوۡنَ ؛ ع، ذ، ر: عُذر سے ہے۔ کسی الزام کو دُور کرنے کے لئے وجہ بیان کرنا، بہانہ کرنا۔ جھوٹے بہانے کرنا۔ ت شدّت کے لئے۔ عُذِر یعنی بہانہ۔ عتذِرُ جھوٹا بھی ہو سکتا ہے اور سچا بھی۔

جب نومن بکم ہو تو پھر ایمان لانا لیکن جب نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ ہو تو اس کے معنی ہونگے اعتماد کرنا۔

'۔۔۔ مگر تم صاف کہہ دینا کہ "بہانے نہ کرو، ہم تمہاری کسی بات کا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حالات بتا دیے ہیں اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے طرز عمل کو دیکھے گا پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلے اور چھپے سب کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو" ﴿٩٤﴾

اخبار یعنی حالات۔

دوسرے یہ کہ اللہ نے یہ باتیں بتائی ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کو غیب کا علم نہیں تھا۔ اللہ کے نبیؐ کے پاس وہی علم تھا جو اللہ بتا دیتے تھے۔

أَخْبَارِكُمْ : وہ حالات، وہ خبریں۔ ان کے دل کی منافقتیں۔ محفلوں میں بیٹھ کر مذاق اُڑانا، پیٹھ پیچھے باتیں کرنا۔ اللہ نے سب کچھ اپنے نبی ﷺ کو بتا دیا تھا۔

اللہ اور اُس کے نبیؐ تمہارے مستقبل کے حالات دیکھیں گے۔ اَب صرف باتیں کام نہیں آئیں گی۔ عمل کی طرف رغبت دلائی جا رہی ہے۔

اسلام حوصلہ شکنی نہیں کرتا۔ انسان کو موقع دیتا ہے کہ اَب سُدھر جاؤ۔ ٹھیک ہو جاؤ۔

:۔۔۔ اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے طرزِ عمل کو دیکھے گا۔۔:

اپنے بچوں کی تربیت بھی اسی انداز سے کریں۔

اللہ کے نبیؐ نے نہ تو بہت بحث کی نہ ہی بہت باتیں کیں۔ صرف یہی کہا کہ اچھا اگلی دفعہ دیکھ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہے۔ اللہ صرف باتیں نہیں دیکھے گا، عمل بھی دیکھے گا۔ صرف بیٹھ کر ذِکر کر لینا بہت اچھی بات ہے اس سے عمل کی توفیق ملے گی۔ بلکہ اُٹھ کر کوشش کرنا اور اللہ کے دین کی خدمت بھی کرنی ہے۔ اپنے دل اور اعمال خوبصورت کر لیں۔

آپ نیت کر لیں اور کوشش کر لیں۔ پھر اللہ توفیق بھی عطا کر دیتا ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ اَب فتح ہوئی تو کیسے عُذر پیش کرنے آ گئے ہیں۔ اگر ہار جاتے ہیں تو پھر یہی لوگ کہتے کہ دیکھا ہم نے کہا تھا۔

دشمن کی جیت پر پریشان نہ ہوں، اللہ کی حکمت کو سمجھیں اور کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

اصل امتحان کا نتیجہ تو آخرت میں ملے گا۔ پھر اللہ تمہیں بتادے گا۔

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ: یہاں لفظ سے پتا چل رہا ہے کہ تمہیں آنا پڑے گا۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم واپس لائے جاؤ گے۔

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ: اگر ہم اللہ کی اس صفّت کو سمجھ لیں اور اس پر ایمان لے ائیں تو پھر ہم کبھی منافقت نہیں کرینگے۔ جھوٹے بہانے نہیں بنائیں گے۔ محسوس کریں کہ اللہ اندر باہر، ہر چیز سے باخبر ہے۔ اللہ کی نظر پورے گلوب پر ہے، پوری کائنات کی ظاہری اور باطنی ہر چیز سے باخبر ہے۔

پھر انسان کو عُذر دینے کی ضرورت نہ رہے گی۔ آج تو صرف اللہ کو علم ہے کل وہ سب کے سامنے بات کھول دے گا۔

عمل کا نقطہ: کوئی نیکی کرنے سے پیچھے رہ جائیں تو خود سے پوچھیں، اپنا محاسبہ کریں۔ انسان اپنے آپ کو بڑا عقل مند سمجھتا ہے۔ لیکن قیامت کے دِن انسان سیدھی بات کرے گا۔

اُس نہایت مہربان خدا کی طرف سے جو زمین اور آسمانوں کا اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا یارا نہیں ﴿۳۷﴾ جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہونگے، کوئی نہ بولے گا سوائے اُس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے ﴿۳۸﴾ سورۃ نبا

جب بھی کبھی بہانے گھڑنے لگیں تو یہ سوچ لیں اللہ کو سب خبر ہے۔

پھر انسان اللہ سے ڈرنے لگتا ہے پھر وہ سچ بولتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ یہاں ہی مان لوں اور توبہ کر لوں، آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں۔

اللہ کے نبیؐ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ لوگو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، اگر کسی کی زمین کا جھگڑا ہے اور میں کسی ایک کی باتوں کی وجہ سے اُس کا حقدار سمجھ کر زمین کا ٹکڑا اُس کو دے دوں تو آخرت میں وہ ناجائز زمین اُس کے گلے میں لٹکا دی جائے گی۔ میں تو بری الذمّہ ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے غیب کا علم نہیں تھا۔

ایک انسان نماز کے لئے تیار ہو کر گھر سے نکلا اور راستے میں پھسل گیا۔ کپڑے گندے ہو گئے وہ واپس گیا، تیار ہؤا اور دوبارہ گھر سے نکلا۔ پھر پھسلا، پھر گھر جا کر کپڑے بدل کر واپس گیا تو ایک شخص ٹارچ لے کر کھڑا تھا کہ کہیں اندھیرے میں پھر نہ پھسل جائے۔ وہ نماز کے لئے مسجد گیا نماز پڑھی۔ اب جب بھی وہ رات کو نماز کے لئے نکلتا وہ شخص وہاں کھڑا ہوتا۔ اس نے اُس سے کہا تم بھی مسجد میں آؤ اور نماز پڑھو۔ جب اس نے اصرار کیا تو وہ بولا میں شیطان ہوں۔ جب تم پہلی دفعہ پھسلے تو میں نے سوچا اب یا تو یہ گندے کپڑوں سے نماز پڑھے گا یا پھر دوبارہ مسجد ہی نہیں جائے گا۔

لیکن تم نے کپڑے بدل لئے اور پھر مسجد کے لئے نکل آئے۔ اللہ نے تمہارے تمام گناہ بخش دیئے۔ جب تم دوبارہ پھسلے تو تم نے پھر کپڑے بدل لئے اور پھر مسجد کے لئے نکل آئے۔ اللہ نے تمہارے گھر

والوں کے گناہ بخش دیئے۔ اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تمام لوگوں کے گناہ نہ بخش دے اس لئے
تمہیں راستہ دکھادیتاہوں تاکہ تم پھسل نہ جاؤ۔

جب کبھی آپ سے نیکی کا موقع کھو جائے تو اُس سے بہتر نیکی کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو سزا
دیں۔ گناہ سے بچیں اور ارادہ کرلیں کہ اب بڑی نیکی کروں گی انشاءاللہ۔

سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌
وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾

تمہاری واپسی پر یہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے صرف نظر کرو تو بے شک تم ان
سے صرف نظر ہی کرلو، کیونکہ یہ گندگی ہیں اور ان کا اصلی مقام جہنم ہے جو ان کی کمائی کے بدلے میں
انہیں نصیب ہوگی ﴿۹۵﴾

یعنی اب آپؐ کے سامنے قسمیں کھارہے ہیں۔ آپؐ اِن کو کچھ بُرا بھلا نہ کہیں۔ صرف اِن سے اعراض
کریں۔

پہلے وہ جھوٹے بہانے کرتے ہیں۔ پھر دوسرے درجے پر بات کو سچا ثابت کرنے کے لئے جھوٹی
قسمیں کھاتے ہیں۔ البقرہ میں ہم نے پڑھا تھا کہ منافق دھوکہ دیتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ جب اپنی بیویوں سے ناراض ہوتے تھے تو خاموش ہوجاتے تھے۔

ہم اپنے بچوں کو ڈھیٹ نہ بنائیں بلکہ خاموشی کی سزا دیں۔ تبلیغ میں بھی لوگوں کے ضمیر کو جگائیں، اَنا کو
نہ بھڑکائیں۔ زیادہ بحث نہ کریں۔

فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ ؕ : یعنی منہ پھیرنا، اعراض کرنا۔

؛۔۔۔ان کا اصلی مقام جہنم ہے جو ان کی کمائی کے بدلے میں انہیں نصیب ہو گی﴿۹۵﴾ '

آگے فرمایا گیا؛

یَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾

یہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ حالانکہ اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ہر گز ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا﴿۹۶﴾

منافق دُنیادار ہو تا ہے۔لوگوں کو بھی خوش کرنا چاہتا ہے۔وہ مسلمانوں سے بھی بنا کر رکھنا چاہتے تھے ۔اس لئے مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھا رہے ہیں۔لیکن اللہ ان سے راضی نہیں ہو گا۔

اس آیت کو اپنے اوپر لے کر آئیں؛'۔۔۔تو اللہ ہر گز ایسے فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا﴿۹۶﴾ '

کیا ہم دوسروں کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ اللہ ہمیں خوشیاں عطا کرتا ہے۔اللہ اچھی چیزوں سے خوش ہو تا ہے۔اعلیٰ ترین اور پر خلوص عمل قبول کرتا ہے۔لوگوں کی خوشی ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔

منافق لوگوں کی پرواہ کرتا ہے۔

ہم نے اللہ کو خوش کرنا ہے لوگ بھی ہم سے خوش ہو جائیں گے۔اللہ لوگوں کے دلوں میں ہمارے لئے محبت ڈال دیتا ہے۔منافقت کی گندگی دین کے علم سے دُھلتی ہے۔منافق کا دِل دین کی محفل میں نہیں لگتا۔

لوگ جھوٹے عُذر بہانے کریں تو بحث نہ کریں۔

جب جاہل انسان بحث کرے تو وہ جھوٹے بہانے بھی کرتا ہے۔

اگلی آیت اعرابیوں کے بارے میں ہے۔ مکہ میں مشرکین تھے۔ مدینہ میں مسلم، یہود اور منافق تھے۔

مدینہ کے آس پاس بستیوں اور گاؤں کے لوگ تھے۔ اَب اُن کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔

اعرابیوں کی پہلی قسم؛

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّ نِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾

یہ بدوی عرب کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کے معاملہ میں اس امر کے امکانات زیادہ ہیں کہ اس دین کے حدود سے ناواقف رہیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکیم و دانا ہے ﴿۹۷﴾

یعنی مطلق جاہل، اُجڈ قسم کے لوگ۔ بعض اوقات اتنے جاہل لوگ ہوتے ہیں کہ شریعت کا کچھ علم نہیں۔ اُن کو حدود کا علم نہیں ہوتا۔

دنیا میں بے حیائی فیشن اور مذہب کے نام پر پھیلتی ہے۔ اور دوسرے بڑی وجہ جاہلیت بھی ہے۔

مثال: کام کرنے والی ماسیاں، دوپٹے کا ہوش ہی نہیں۔

بعض اوقات اس طرح کے دیہاتی یا اعرابی علم سے دُور، جانوروں میں رہ رہ کر جانوروں جیسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اونچی اونچی بولنا، چیخنا چلانا، بلاوجہ بولتے رہنا۔ وقت ضائع کرنا۔

ان کا اخلاق اور کردار مختلف ہوتا ہے۔ وہ باپ دادا کی پیروی کرتے ہیں۔

ایسے لوگ اکھڑ مزاج ہوتے ہیں۔ ان کو اللہ کی بات سمجھ نہیں آتی۔ یہ دین کے مواقع سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اسلام کا رعب ان پر طاری ہو گیا تھا۔ وہ جس کا پلہ بھاری دیکھتے ہیں اُس کی طرف ہو جاتے ہیں۔ ان کو علم، یا دین اور سیاست سے کیا لینا دینا۔

یہ مرعوب ہو کر ساتھ چل پڑتے لیکن دل میں نفاق تھا۔ مسلمان ہوئے تو زکوٰۃ یا صدقہ نہیں دیتے تھے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر خوش نہیں ہوتے تھے۔

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ ان بدویوں میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو راہ خدا میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر زبردستی کی چٹی سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں زمانہ کی گردشوں کا انتظار کر رہے ہیں (کہ تم کسی چکر میں پھنسو تو وہ اپنی گردن سے اس نظام کی اطاعت کا قلادہ اتار پھینکیں جس میں تم نے انہیں کس دیا ہے) حالانکہ بدی کا چکر خود انہی پر مسلط ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ﴿۹۸﴾

مَغْرَمًا: زبردستی کی چٹی، مثال بھتہ، یا ٹیکس۔

الدَّوَآئِرَ۔ یعنی زمانے کی گردش۔ دائرۃ کی جمع۔ گردشِ ایام۔ یعنی اللہ کرے مسلمان ختم ہو جائیں یا اللہ کے نبیؐ نعوذ باللہ وفات پا جائیں تو اپنی مرضی کریں۔

جب تک علم نہیں آتا انسان اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتا ہے۔

دنیادار پڑھا لکھا انسان سمجھتا ہے کہ کچھ مفت نہیں ملتا۔ کچھ دینگے تو پھر ہی کچھ ملے گا۔ جبکہ دیہاتی لوگ اِدھر اُدھر سے کچھ اُٹھا لینے کو جائز سمجھتا ہے۔

ایک کردار پڑھا لکھا، سوچ سمجھ رکھنے والا۔ وہ دنیا پر بھی خرچ کرتا ہے تو دین پر بھی خرچ کرتا ہے۔

دوسرا کردار جب ایک دوسرے سے کچھ ویسے ہی لے لیتے ہیں۔ غربت بھی ہوتی ہے تو اُس کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ بہت مشکل ہوتا ہے۔

ایک بات یاد رکھیں سب ایسے نہیں ہوتے۔ یہ صرف مثال ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ کو کسی اعرابی نے تحفہ دیا اور جب تک اللہ کے نبی ﷺ نے بہترین تحفہ نہیں دیا اُس نے پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے اعرابیوں سے تحفے لینے چھوڑ دیئے۔

بعض اوقات شادیوں پر لین دین پر جھگڑے بھی کرتے ہیں کہ ہم نے یہ دیا انہوں نے وہ نہیں دیا۔ اس طرح سے دِل چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

قبیلہ خوارزن والے بھی دیہاتی تھے جنہوں نے منافقت کی تھی اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں؛ اللہ نے یہ مثالیں ہمارے لئے پیش کی ہیں۔